اردو میں مضمون نگاری

کسی خاص موضوع پر جو مختصر تحریر قلم بند کی جاتی ہے، اس کو ہم اصطلاحی زبان میں مضمون کہتے ہیں۔ یہ ایک غیر افسانوی تحریر ہوتی ہے، جو کردار اور مکالمہ اور افسانوی ادب کے عناصر سے عاری ہوتی ہے۔ مضمون حوالہ جاتی عبارت اور کتابوں کی مراجعت کا بھی محتاج نہیں ہوتا۔ جب کہ مقالہ میں تحقیق کا سفر طے کیا جاتا ہے اور اس میں موضوع سے متعلق کتابوں اور حوالوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مضمون اور مقالہ میں بنیادی فرق یہی ہے۔ مضمون مختصر ہوتا ہے، جس کو ہم ایک مختصر نشست میں پڑھ سکتے ہیں، جب کہ مقالہ کی ضخامت مضمون کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

انگریزی میں مضمون کے مترادف کے طور پر essay لفظ مستعمل ہوتا ہے، اس کا اطلاق انشائیہ نما تحریر پر بھی ہوتا ہے۔ مضمون کسی معمولی چیز پر بھی لکھا جا سکتا ہے اور کسی عالمانہ موضوع پر بھی مضمون سپرد قلم کیا جا سکتا ہے۔ یہ گائے، بیل اور جانوروں سے لے کر کسی اہم شخصیت شاعر و ادیب، کوئی سانحہ یا اہم واقعہ پر بھی لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے دائرہ کار کی تحدید نہیں کی جا سکتی۔ مضمون ایک ہلکی پھلکی تحریر ہوتی ہے، جس میں مضمون نگار اپنے موضوع سے متعلق باتوں کو سہل اور رواں انداز میں منظم اور منصوبہ بند طریقے پر بیان کرتا ہے۔ انٹر کے نصاب میں جو کتاب شامل ہے، اس میں مضمون کی تعریف کرتے ہوئے یہ جملے لکھے گئے ہیں:

”غیر افسانوی ادب سے تعلق رکھنے والی یہ صنف اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے مرکزیت کی حامل رہی ہے۔ بالعموم مضمون نگار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی موضوع کے تئیں معروضی رویہ اختیار کرے اور اس کا نقطۂ نظر عالمانہ ہو۔ مضمون کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ لکھنے والا اپنی باتوں کو سلسلے وار طریقے سے بیان کرے اور وہ اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں پر قادر ہو۔“ (کہکشاں حصہ دوم، ص:۹)

مضمون کو کئی قسموں میں بانٹا گیا ہے۔ اور یہ قسمیں مضمون میں بیان کردہ موضوع اور اس کے انداز تحریر پر مبنی ہوتی ہیں۔ چناں چہ جس مضمون میں شعر و ادب سے متعلق باتیں کی گئی ہوں، کسی تخلیق پر رائے زنی گئی ہو، یا کسی منظوم یا منثور تخلیق کی تشریح و تفسیر کی گئی ہو، اس کو ہم ادبی اصطلاح میں تنقیدی مضمون (Critical Essay) کہتے ہیں۔ جس تحریر میں مضمون نگار نے علمی نقطۂ نظر کو پیش نظر رکھا ہو اور اس کا اسلوب و انداز بھی عالمانہ وقار کا حامل ہو، ہم اس کو علمی مضمون (Literary Essay) کہتے ہیں۔ جب اپنی مضمون نما تحریر میں مضمون نگار طنزیہ اور مزاحیہ رخ اختیار کرے گا تب اس کو ظریفانہ مضمون (Light Essay) کا نام دیا جائے گا۔ اور صاحب تحریر ذاتی اور نجی انداز میں بیان کی شگفتگی کو قائم رکھتے ہوئے کسی موضوع پر تحریر سپرد قرطاس کرے گا تو ہم اس کو انشائیہ (Personal Essay) کا نام دیں گے۔

اردو میں مضمون نگاری کا باوا آدم سر سید کو کہا جاتا ہے۔ مضمون نگاری کی ابتدا سر سید تحریک کے زیر اثر ہوئی اور ان کے رفقائے کار نے اہم موضوعات پر مضمون تحریر کر کے اس صنف کو عروج بخشا۔ سر سید نے جتنی تحریریں لکھی ہیں، وہ سب مضمون یا انشائیہ کے دائرے میں آتی ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی، علامہ شبلی، مہدی افادی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تحریروں سے مضمون نگاری کی تحریک کو تقویت عطا کی۔ ان کے مضامین اس باب میں ماڈل اور نمونہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مضمون نگاری کی تحریک کو اردو صحافت نے کافی استحکام بخشا اور ہمارے اردو صحافیوں نے مختلف سیاسی اور سماجی موضوعات پر جو تحریریں قلم بند کی ہیں، وہ سب مضمون کے دائرے میں آتی ہیں۔

مضنون ایک دل چسپ اور سہل نثری صنف ہے۔ آج بھی اردو میں مضمون نگاری عروج پر ہے۔ اور زبان و ادب کی دنیا میں جو بھی وارد ہوتا ہے، وہ بیش تر اپنا تحریری اور قلمی سفر اسی صنف سے کرتا ہے۔ یہ غیر افسانوی نثر آج بھی زندہ ہے اور ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ حالات اور ضرورت کے تحت اس کی نئی نئی قسمیں بن رہی ہیں اور اس کو ارتقا حاصل ہو رہا ہے۔

DR ABRAR AHMAD

DEPARTMENT OF URDU, BM COLLEGE RAHIKA MADHUBANI

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.